

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اجلاس صد سالہ دارالعلوم دیوبند

نقش آغاز

چشم فلک نے اس تختی بڑا عظم (برصغیر) میں علم و معرفت اور دین و شریعت کی سطوت و شوکت کا الیاس روح پرور منظر کب دیکھا ہوگا۔ ۲۰ جولائی ۱۹۸۰ء تک دیوبند کے صد سالہ اجتماع کی شکل میں دیکھا گیا۔ سالوں سے انتظار تھا، لمحات اور گھڑیاں شمار ہوتی رہیں، دن گئے جا رہے تھے جس دن کیلئے، وہ وقت آیا تو اپنے جلو میں اللہ کے نام پر اللہ کے دین کیلئے بسیط ارض کے ہر خطے سے لپکنے والوں سمٹنے والوں اور مرٹنے والوں کا ایک ایسا سیلاب لیکر آیا کہ اس کے سامنے سا لہا سال سے کی گئی تیاریوں ہمنو یوں اور وسیع انتظامات کی کوئی حیثیت نہ رہی۔ اجلاس نے جشن اور جشن نے ایک ہنگامہ خیز میلے کی صورت اختیار کر لی، کتنے تھے جو ایک تہائی صدی سے اپنی اس مادر علمی کی دید و زیارت کے لئے تڑپتے رہے لیکن وہاں پہنچ کر اس قبلہ علم کے در و دیوار کو بھی پوری طرح نہ دیکھ سکے اور بزبان حال یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے کہ

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

دارالعلوم کا اجلاس صد سالہ ایک گونہ دارالعلوم کے بعض اکابر کے ان اندازوں اور تخیلوں کا عالم ناسوتی میں ظہور اور بشراتِ صادقہ کا نقطہ آغاز تھا۔ دارالعلوم کے ایک خدائے سیدہ مجذوب بزرگ مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ نے فرمایا تھا کہ ”یہ دارالعلوم چلتا رہے گا چلتا رہے گا، یہاں تک کہ ہندوستان میں انقلاب ہو اور یہ پھر اسلامی حکومت کے ہاتھ میں چلا جائے۔“ دارالعلوم دیوبند کے ہستم حضرت قاری محمد طیب صاحب مدظلہ نے ایک بار یہ پیشگوئی خود مجھے سنا کہ فرمایا کہ ”اس پیشگوئی سے تو ہم بڑی امیدیں باندھے ہوئے ہیں۔“ اسی طرح دارالعلوم کے کچھ اور بزرگوں کا کہنا تھا کہ برصغیر میں تجدید دین کے سارے مساعی اور اعمال کی نسبتوں کا مرکز دارالعلوم ہے۔ اور برصغیر میں دارالعلوم قطب امرجی کی حیثیت رکھتا ہے۔ جیسے چکی کے پاٹوں کے بیچ میں کٹی ہوتی ہے۔ اور اس کے ارد گرد پاٹ، گھومتے ہیں اسی طرح ختم ہونے والی صدی کے تمام دینی، ملی، تمدنی اور سیاسی معاملات بھی اس کے گرد گھومتے رہے۔ خداوند قدوس نے کچھ عجیب مقناطیسی قوتوں سے اسے نوازا۔ اگر برصغیر کا غیر جانبدار بے لوث مورخ ان مکاشفات اور بشرات کی روشنی میں گزشتہ صدی کی علمی دینی اور ملی و سیاسی تاریخ کا جائزہ لے تو یہ حقیقت دن کے اجالے کی طرح ثابت ہو جائے۔ برصغیر میں دیوبندی مکتب فکر کے فکر و دانش کا سرچشمہ حضرت امام

شاہ ولی اللہ کی ذات ہے جنہوں نے متعدد مقامات پر اپنے اس کشف کا اظہار ہے کہ ایک وقت تو اسلامیان ہند پر شدید آزمائش و ابتلا کا آنے والا ہے کہ ان کی چوئیں ہلا کر رکھ دی جائیں گی۔ اور ان کا شیرازہ فی درہم بہیم ہو کر رہ جائے گا۔ لیکن اسلام پھر بھی جاندار شکل میں باقی رہے گا۔ اور وہ وقت دوبارہ آئے گا کہ اس ملک میں اسلام اور مسلمانوں کی سطوت و شوکت عزت اور سر بلندی نصیب ہوگی اور وہ اپنی عظمت رفتہ دوبارہ بحال کر سکیں گے۔

ابتلا و محسن کا جو دور آیا سارے عالم نے دیکھ لیا۔ اور ایسا آیا کہ شاید تاریخ اسلام میں اسکی مثال تلاش بسیار کے باوجود بھی نہ مل سکے لیکن عزت اور سر بلندی کے جو آثار ہو رہے ہیں۔ اس کا منظر اتم دارالعلوم دیوبند کا یہ فقید المثال اجتماع اور اس میں شریک ہونے والے مسلمانوں کا جوش و ولولہ، اگر دیدگی اور وارفتگی ہے۔ الحمد للہ کہ نگہ کی بلندی، دلنوازی گفتار اور پیرسوزی جان آج کے اسلامیان ہند کے نئے سفر کی متاع عزیزہ اور زاد راہ ہے اور ان سب چیزوں کا رمز و شعار دارالعلوم کا یہ اجتماع ہے۔ شرکار جلسہ کے تخمینے لاکھوں لاکھ ہر شخص نے اپنے اندر سے لگائے ہیں۔ اور میرا محتاط جائزہ یہ ہے کہ ظلمتکدہ ہند میں قافلہ اسلام کے وارد ہونے اور محمد بن قاسم کے نزول اجلال کے بعد اہل علم ارباب زہد و صفا اصحاب نکتہ و دانش اور نام لیوایان اسلام کا اتنا بڑا اجتماع اس سرزمین نے یقیناً کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ اس اجتماع سے اسلامیان ہند کو خاص طور سے بڑا سہارا ملے گا۔ اور وہ اپنی تشخص و امتیازات کو اور بھی اعتماد، حوصلہ اور جرأت سے نہ صرف قائم بلکہ عیاں اور نمایاں کر سکیں گے۔ اجتماع کی یہی واحد نفع عاجل ہے جس نے ایک طرف دارالعلوم کی عظمتوں کو چار چاند لگا کر اس کے عالمگیر اثرات کا آئینہ اس کے سامنے رکھ دیا ہے۔ تو دوسری طرف اسلامیان ہند کو اجنبی اقوام و مل کے بحر ظلمات میں اپنے وجود کی نئی دریافت بخش دی ہے۔ ومن عرف نفسه فقد عرف ربه۔ اور اس کے ساتھ ہی اس اجلاس نے اکثریت کے گھمنڈ میں مبتلا غیر مسلم قوت حاکمہ کو بھی محو حیرت کر کے مسلمانوں کے بارہ میں عادلانہ اور محتاط رویہ اپنانے کا لمحہ فکر جنم دیا ہے۔ اور جس کے نمایاں اثرات اجلاس میں شریک ہونے والے غیر مسلم بھارتی وزراء، وزیر اعظم انڈیا گاندھی، اور ملک کے دیگر سیاسی لیڈروں جگجیون رام، راج نرائن، مشر جھوگنا وغیرہ کے تاثرات اور کیفیات سے محسوس کئے گئے جو لوگ اس اجتماع میں وہاں کی منتخب سربراہ مسز انڈیا گاندھی کی شمولیت پر حین بچپن ہوئے اور نقطہ آفرینیاں کیں وہ اگر اس ہم میں غیر مخلص نہ بھی تھے مگر سیاسی بصیرت اور ملی مصالح اور تقاضوں کے ادراک میں عدیم البصیرت بہر حال تھے اور یہ کتنا ظلم ہے کہ ہم یہاں آزادی کی فضاؤں میں مجہوم جھوم کہہ رہا ہوں وہاں کے مسلمانوں کو اپنے پیانوں سے ناپتے پھریں۔ اور ان کی مصلحتوں کو اپنے اغراض کے چشموں سے دیکھتے رہیں اور جب بھی ہمارے منافقانہ و لغریب مقاصد کیلئے وہ قربانی کے بکرے بن جاتے ہیں تو ہم ایک خندہ استہزاء کے ساتھ انہیں طاق نسیان کے سپرد کر دیتے ہیں۔ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے ایک

فاضل مدیر نے اپنے مشاہدات اجلاس میں گویا میرے دل کی بات لکھی ہے کہ یہ پہلا موقع ہے کہ بھارت کے کسی سربراہ کو مسلمانوں کے اتنے بڑے مجمع اور عظمت اور شوکت کا براہ راست مشاہدہ کرنا پڑا اور یہ کہ ہمارے بس میں ہوتا تو ہم عالم اسلام بالخصوص عالم عرب کے کونے کونے سے شریک ہونے والے زعماء اور علماء کو مسزاندہ گاندھی کے ارد گرد ایسا سمیٹ کر رکھ دیتے کہ وہ اپنے آپ کو ملت مسلمہ کی عظیم ہمہ گیر برادری میں محصور و مجبور سمجھ لیتی کہ ہا اگر ڈر ہندی سمان جس کی پشت پر پوری ملت کی نمائندگی کرنے والی عالمی برادری کے یہ نمائندے کیا ایسی قوت بھی اقلیت کہلانے کی سزاوار ہے اور کیا ایسی قوت بھی مقہور و مجبور ٹھہرائی جاسکتی ہے۔

یہ دارالعلوم کی شان تجدیدی کا ایک کرشمہ ہے۔ اور انشاء اللہ چودھویں صدی کے اختتام اور پندرھویں صدی کے آغاز میں اسلامیان عالم کا یہ اجتماع نئی صدی کے لئے دارالعلوم کے تجدیدی مستقبل کا غماز ہے۔ اور یہ سب کچھ آن مردان حق آگاہ کی جہد مسلسل، جہادِ پیہم اور شبانہ روز قربانیوں کا ظہور ہے جنہوں نے اس صدی کے آغاز میں علم و عمل کی حفاظت شریعت و طریقت کی بقا کے لئے اس ملک میں دارالعلوم دیوبند کی شکل میں کیا۔ اجتماع پر بہت کچھ لکھا جائے گا اور لکھا جا رہا ہے۔ صدیوں اس کی یاد قائم رہے گی۔ مگر جو بات مشاہدہ کی ہوگی اس کا ادراک سننے اور پڑھنے والے کہاں کر سکیں گے۔ اور پھر کسی قلم میں تاب کہاں کہ علم و معرفت کے اس عظیم جشن بہاراں کی منظر کشی کر سکے۔

اکنوں کرا دماغ کہ پرس زباغبان!

بہل چہ گفت گل چہ شنید و صبا چہ کرد

اجتماع کے بعد اختر کو دہلی، اگرہ، علی گڑھ، امرہہ، سرہند شریف، لدھیانہ بھی جانے کا اتفاق ہوا اور دہلی جاتے ہوئے تو حضرت اقدس والد ماجد شیخ الحدیث مدظلہ اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کی معیت میں نانوتہ، گنگوہ، بھٹانہ بھون، شالی کی حاضری کا شرف بھی فضل خداوندی سے میسر ہوا۔ ان بلاد مجدد و شرف اور اعمار علم و فضل کے مشاہدات و تاثرات بھی رفتہ رفتہ الحق کے صفحات پر آتے رہیں گے۔ فوری طور پر ہم اجلاس کی اہم تقاریر اور قراردادوں سے حاضرین کی فکری و روحانی تواضع پر اکتفا کر رہے ہیں جو اجلاس کی اصل سوغات ہے۔

واللہ یقول الحق وھو یمدی السبیل۔

کعب الحق